پروفیسر عبدالرحیم ریحانی

ازواجِ مطہراتؓ کی مُسلّمہ حیثیّت

ممتاز محقق جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی ایک غیر تحقیقی لغزش

مصدقہ تاریخی اوراق اس حقیقت کی توثیق کرتے ہیں کہ غیر معمولی شخصیات سے غیر معمولی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں بقول کسے "عالِم کے گرنے سے عالم گرتا ہے"۔ یہ بجا ہے کہ ڈاکٹر حمید اللہ شہرآفاق محقق شخصیت ہیں لیکن ازواجِ مطہرات کے بارے میں ان کا وہ انکشاف نہایت غیر تحقیقی، فرسودہ اور گمراہ کن ہے جو انہوں نے "ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد" کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ "الدراسات الاسلامیہ" محرم تا ربیع الاول ۱۴۱۰ھ میں شائع ہونے والا مضمون بعنوان "هل خالف النبی اوامر الالهية: مثنیٰ وثلث وربٰع" میں کیا ہے۔

قارئین کرام کی سہولت کیلئے ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون کا ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے

ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں!

وجد عليه السلام أنهن أكرهن أن يقبلن التنازل عن اكبر حقوق الزوجية. فعزّ عليه ولذلك اجتهد واختار أهون الامرين فبدل وغير الأربع المباحة من وقت الى آخر (الف، باء، جيم، دال مثلا في شهر وهاء واؤ زاي جاء من الزوجات في الشهر التالي) واليه اشارة بل صراحة في القرآن .... ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك ذلك أدنى أن تقر اعينهن ولا يحزن ويرضين بما آتيتهن كلهن والله يعلم ما في قلوبكم وكان الله عليما حكيما، (٦) ولكن لم يوافقه مشيه الله فانزل لا يحل لك النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك حسنهن الا ما ملكت يمينك وكان الله على كل شيء رقيبا،

فاختار أربعا من زوجاته مع جميع حقوق الزوجية الاخلاقية والمادية فهن كزوجات عادية والخمس الباقيات بقين فى حبالة زواجه ولكن ليس بجميع حقوق الزوجية فصرن كزوجات شرف وهكذا الم يخالف النبي التحديد المذكور فى آية "مثنىٰ وثلاث ورباع" من اوائل سورة النساء

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کے لیے باریاں مقرر کیں اور قرآن پاک سورہ احزاب آیت ۶ میں اس کی اجازت بھی آپ کو ملی ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلی آیت میں اس سے منع فرمایا تو آپ نے چار بیویاں تو مکمل حقوق کے ساتھ پاس رکھیں جب کہ باقی پانچ کو اعزازی بیویوں کی حیثیت دے دی۔ ہمیں حیرت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باریاں مقرر کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی تھی (فلا جناح عليك) تو اس کا اللہ کی مرضی کے خلاف ہونا چہ معنی دارد؟ اور آیت لا يحل لك النساء الخ میں "من بعد" کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آئندہ نکاح کرنا ممنوع ہے جب کہ ڈاکٹر صاحب اس سے پچھلے نکاحوں کی تنسیخ کا مفہوم نکال رہے ہیں یا للعجب! کاش کہ ڈاکٹر صاحب نے کچھ غور و خوض کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ چار بیویوں کی تحدید کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ فانکحوا ما طاب لکم کے تحت لکھتے ہیں۔

ایک مرد کے لیے ایک وقت میں چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا منع ہے جیسا کہ اس آیت میں موجود ہے اور جیسے کہ حضرت ابن عباس اور جمہور کا قول ہے یہاں خداوند تعالیٰ اپنے احسان اور انعام بیان فرما رہا ہے پس اگر چار سے زیادہ کی اجازت دینا منظور ہوتی تو ضرور فرما دیا جاتا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث جو قرآن کی وضاحت کرنے والی ہے اس نے تبلا دیا ہے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کے لیے چار سے زیادہ بیویوں کا بیک وقت جمع کرنا جائز نہیں اسی پر علمائے اُمت کا اجماع ہے۔

.... حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے پندرہ بیویوں سے عقد کیا۔ تیرہ ۱۳ کی رخصتی ہوئی۔ ایک وقت میں گیارہ بیویاں آپ کے پاس تھیں انتقال کے وقت

آپؐ کی نو بیویاں تھیں. علمائے کرام اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ آپ کی خصوصیت تھی. اُمتی کو ایک وقت میں چار سے زیادہ رکھنے کی اجازت نہیں جیسا کہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں.

مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تفسیر معارف القرآن جلد ہفتم میں سورہ احزاب کی آیات نمبر ۵۰، ۵۱، ۵۲ کے تحت نقل کرتے ہیں.

معارف مسائل میں تحریر کرتے ہیں.

آیات مذکورہ میں نکاح و طلاق وغیرہ سے متعلق ان سات احکامات کا ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں اور یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی شان اور خصوصی اعزاز کی علامت ہیں

پہلا حکم اِنَّآ اَحْلَلْنَا میں آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ نزول آیت کے وقت آپ کے نکاح میں چار سے زائد عورتیں موجود تھیں اور عام مسلمانوں کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں گویا چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں رکھنا آپؐ کے لیے حلال کر دیا گیا.

علامہ عبدالحق حقانی دہلویؒ اپنی "تفسیر حقانی" میں احزاب کی آیت لا یحل لک النساء کے تحت وضاحت فرماتے ہیں.

حضرت کو دوسرا حکم ہے کہ اب آپ کو اور کوئی عورت حلال نہیں مفسرین کے اس کی تفسیر میں چند اقوال ہیں. ابن عباسؓ مجاہد ضحاکؒ قتادہ حسن اور ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت کو ان موجود نو بیویوں کے سوا جو آپ کے پاس تھیں جنہوں نے اللہ اور رسولؐ اور آخرت کو اختیار کیا تھا اور بیویوں سے نکاح کرنے کی ممانعت ہو گی ان کی اس نیکی کے بدلے میں اور وہ نو بیویاں یہ تھیں. عائشہؓ حفصہؓ، ام حبیبہؓ، سودہؓ، ام سلمہؓ صفیہؓ میمونہؓ، زینبؓ جویریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہن حضرتؐ کی وفات تک یہی موجود رہیں"

علامہ صاحب اپنی اسی تفسیر میں "فانکحوا ما طاب لکم" کے تحت لکھتے ہیں.

"اس میں شک نہیں کہ باستثناء حضرات انبیاء علیہم السلام جن کی طبیعت میں عدل و انصاف کا خمیر کر دیا گیا ہے. سب کے لیے کثرتِ ازواج اور بے تعداد بیویوں کو جمع

کرنا مقاصدِ دینی و دنیویہ میں مخل ہے اور انسان کی ترقی کمالات اور عمدہ عیش میں خلل انداز ہے "

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبرِ قرآن جلد ششم میں سورہ احزاب کی متعلقہ آیات کے تحت تحریر کرتے ہیں۔

" جب تحدید نکاح والی آیت نازل ہوئی تو اس وقت آپ کے نکاح میں چار ہی بیویاں تھیں اس وجہ سے کسی کو طلاق دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا البتہ بعد میں جب آپؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تو یہ چیز معترضین کے لیے وجہ اعتراض بنی ہو گی اور اس اعتراض سے نیک نیت لوگوں کے اندر بھی شبہات پیدا ہونے کا امکان تھا اس امکان کے سدِ باب کے لیے اللہ تعالےٰ نے نہایت تفصیل سے واضح فرما دیا کہ حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم سے کروایا ہے اور اس معاملے میں پیغمبرؐ کے لیے عام مسلمانوں سے الگ ضابطہ ہے.......... آنحضرتؐ کے سارے نکاح اصلاً مصلحتِ دین کے لیے تھے اس وجہ سے جس طرح ازواج کی تعداد کے معاملے میں آپ کو عام ضابطے سے مستثنیٰ رکھا اسی طرح حقوقِ زوجیت کے معاملے میں بھی آپ کو آزادی دے دی "

"الحکمۃ ضالۃ المومن" کے تحت ایک غیر مسلم کی شہادت کو نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ محمد علی نے اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں اس پر خوب بحث کی ہے " جلد اول میں سورہ نساء کی تحدید ازواج والی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"باقی رہا حضورؐ کی بیویوں کا معاملہ چوں کہ یہ مضمون بطور خود علیحدہ بحث چاہتا ہے اس لیے اس پر سورۂ احزاب میں مفصل بحث ہو گی۔ اس قدر یہاں بتا دینا کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ وہ اور بیویاں نکاح میں نہ لائیں بلکہ جو اس وقت آپ کے نکاح میں تھیں ان کو طلاق دے کر ان کی جگہ اور شادی کرنے سے بھی روکا گیا: " لا یحل لک النساء " (الاحزاب ۵۲) اس لیے آپؐ کے عقد میں جو نو بیویاں تھیں تو چوں کہ یہ شادیاں اغراضِ دینی کے لیے ہوتی تھیں۔ اس لیے آپؐ کو یہ حکم نہ ہوا تھا کہ چار رکھ کر باقی کو طلاق دے دیں "

جلد دوم سورہ الاحزاب کے تحت لکھتے ہیں

"جہاں اور لوگوں کو جن کے پاس اس حکم کے نزول کے وقت چار سے زیادہ بیویاں تھیں چار کو رکھ کر باقی کو رخصت کرنے کا حکم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی گئی کہ جس قدر ازواج آپ کے نکاح میں تھیں خواہ ان کی تعداد چار سے زیادہ ہو وہ سب آپؐ کے لیے جائز ہیں۔ اس فرق کی وجہ سوائے اس کے کوئی نہیں ہو سکتی کہ آپؐ کے نکاحوں کی غرض صرف تعلقاتِ زوجیت نہیں بلکہ یہ دینی غرض تھی۔ قرآنِ کریم کے جس قدر احکام ہیں ان کو دیکھا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سب سے پہلے عامل ہیں بالخصوص وہ باتیں جن کا تعلق ترکِ آسائش سے ہے ان پر جس حد تک نبی صلعم نے عمل کیا عام مومن اس حد تک نہیں پہنچ سکتے مثلاً اگر اوروں کو مال کی زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو آپؐ نے اپنے پاس کبھی کوئی مال رکھا ہی نہیں۔ بلکہ جس قدر آیا وہ فوراً دے دیا۔ اگر اوروں کو پانچ نمازوں کا حکم ہے تو آپ کو اس کے ساتھ تہجد کی نماز کا بھی حکم ہے .... اگر اور مسلمانوں کے گھروں میں کچھ سامانِ آسائش ہے۔ تو آپ کے پاس وہ بھی نہیں۔ پس اگر آپؐ کی ازواج کی غرض محض زن و شوہر کا تعلق ہوتا تو یقیناً آپ نہ صرف فوراً چار کی حد بندی پر عامل ہوتے بلکہ چار تک کی اجازت کو بھی اپنے لیے غیر ضروری سمجھتے جس طرح ۵۲ برس کی عمر تک ایک ہی بیوی پر اکتفا کیا تھا بڑھاپے میں بھی ایک ہی پر اکتفا کرتے .... مگر ایسا نہ ہوا کہ اس تعلقِ زوجیت کی غرض دینی تھی پس سب سے پہلے یہ بات فرمائی کہ جس قدر بیویاں تمہارے نکاح میں ہیں جنکو آپ کے مہر ادا کر دے وہ سب تمہارے لیے حلال ہیں۔"

مولانا مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن کی جلد چہارم میں رقم طراز ہیں۔

محدثین میں سے صرف ابورزین بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چار بیویوں (حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ، اور حضرت اُمِ سلمہؓ) کو باری کی تقسیم میں شامل کیا تھا۔ اور باقی ازواج کے لیے کوئی باری نہ تھی لیکن دوسرے تمام محدثین ومفسرین اسکی تردید کرتے ہیں اور نہایت قوی روایات سے اس امر کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اس اختیار (تُرجی مَن تشاءُ منھُن وَ تؤی الیکَ) (الاحزاب: ۵۱)

کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج کے ہاں باری باری سے جاتے تھے اور سب سے یکساں برتاؤ کرتے تھے.......... یہ روایت بھی حضرت عائشہؓ کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل و حرکت آپ کے لیے مشکل ہو گئی تو آپؐ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہؓ کے ہاں رہنے دو جب سب نے اجازت دے دی تو آپؐ نے آخری زمانہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارا۔

ابن ابی حاتم امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بیوی کو باری سے محروم کرنا ثابت نہیں اس سے صرف حضرت سودہؓ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے خود اپنی باری بخوشی حضرت عائشہؓ کو بخش دی تھی کیونکہ وہ بہت سن رسیدہ ہو چکی تھیں۔

الغرض اس حقیقت میں کچھ ابہام نہیں کہ آنحضرت کی جملہ ازواج مطہرات کو تاحین حیات جملہ حقوقِ زوجیت حاصل تھے اور یہ بات مسلّم ہے کہ تحدید ازواج کے حکم سے آپ مستثنیٰ تھے اور متعلقہ آیت کے نزول کے بعد بھی آپؐ نے بعض شادیاں کیں جیسے جویریہؓ، صفیہؓ اور ماریہ قبطیہؓ اور میمونہؓ اور یہ مما افاء اللہ علیك کے تحت آتی ہیں۔

دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ قرآن حکیم نے فتذروھا کالمعلقۃ کی جو بات کی ہے وہ بھی ڈاکٹر صاحب کی تائید کرنے کو تیار نہیں کیونکہ بعض کی طرف زیادہ جھک جانا اور کسی دوسری کو لٹکا ہوا چھوڑ دینا شانِ نبوت کے مناسب نہیں۔ تیسرا پہلو جو لائق توجہ ہے یہ ہے کہ آپؐ نے اپنے مرض الموت میں دیگر ازواج کی باضابطہ اجازت کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس رہنا پسند فرمایا۔ اگر چار کے علاوہ باقی ازواج کی حیثیت اعزازی تھی تو بھی سے اجازت لینے کی کیا شرعی تعبیر و تفسیر کی جا سکتی ہے؟